سنبھل جاؤ دسمبر آ گیا ہے

(این آر او کے حوالے سے منظوم تبصرہ)

(مصطفٰے عزیز آبادی)

وہ جس کی جنبشِ ابرو سے ہو کر
پرندے اپنا رستہ ناپتے ہیں
وہ جس کے رعبِ سلطانی سے ڈر کر
سفیرانِ وطن بھی کانپتے ہیں
کہیں مل جائے وہ سلطاں تو کہنا
سنبھل جاؤ دسمبر آ گیا ہے

اُدھر ہے اک سمندر مال و زر کا
اِدھر ہر ایک گھر میں مفلسی ہے
وہاں خوشحال ہیں بس چند گھرانے
یہاں فاقہ کشی ہے، خودکشی ہے
یہ کیسا دورِ بدتر آ گیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آ گیا ہے

اصول و ظرف سے کیا کام ان کو
فقط دولت ہو جن کا دین و ایماں
ہیں جن کے واسطے کیڑے مکوڑے
غریبی میں سسکتے روتے انساں
ہے جو مشہور رہزن سارے جگ میں
وہ بن کے آج رہبر آ گیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آ گیا ہے

دیا تھا جس نے مشکل میں سہارا
اسی کو داغِ رسوائی دیا ہے
دیئے جس نے بھروسے کے خزانے
اسے ہر گام پہ دھوکہ دیا ہے
جسے سمجھا گیا تھا دوست اب وہ
لئے ہاتھوں میں خنجر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے

کہاں تک اب رفیقانِ چمن بھی
تمہارے درد کے رشتے نبھائیں
یہی بہتر ہے سب کچھ بھول کر ہم
اب اپنے راستوں کو لوٹ جائیں
جہاں پر زہر بن جائے رفاقت
سفر میں اب وہ منظر آگیا ہے
سنبھل جاؤ دسمبر آگیا ہے

لندن

23نومبر2009ء

☆☆☆☆☆